

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پروفیسر علی محسن صدیقی ☆

## مدینے میں اسلام

### شہر یثرب

مدینے کا شہر مکے سے تین سو میل اور یثرب سے ایک سو تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ سطح سمندر سے چھ سو میٹر بلند ہے۔ شہر سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر شمال میں ذہل احد اور جنوب میں جبل نغیر ہے۔ مغرب میں حرۃ الوبرہ اور شرق میں حرۃ الواقم ہے، یہ سیاہ پتھروں کا علاقہ ہے جن کو آتشیں سیال مادے نے ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے، یہ سخت ٹوکیلے اور آڑے ترچھے ہیں اور میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں، ان پر پیدل یا سواری سے گزرنا قریب قریب ناممکن ہے، شہر کے ارد گرد وادیاں ہیں، جہاں کھجور، انگور اور انار کے باغات اور گندم، جوار و سبزیوں کے کھیت ہیں۔ یہ اراضی جنوب میں قباہ، عوانی اور عقیق میں واقع ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد ہے۔ شہر کی وادیوں میں چٹھے ہیں اور پیٹھے پانی کے کنویں بھی موجود ہیں جن سے آب پاشی کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ (۱)

### یہود یثرب

بعثت نبوی ﷺ کے وقت مدینے کا شہر حجاز کے تین اہم شہروں میں سے ایک اہم شہر تھا، ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے اس کا نام یثرب تھا۔ قدیم یونانی مورخین کے ہاں اس شہر کا ذکر ”یہسارٹا“ کے نام سے ملتا ہے، قدیم عرب قبائل جنہیں ہم ”عرب بانکہ“ کے نام سے جانتے ہیں، اس شہر میں آباد تھے۔ پہلی صدی عیسوی کے خاتمے سے ذرا پہلے جب رومیوں نے یہودیوں کو پے در پے شکستیں دے کر منتشر کر دیا تو ان کے متعدد گروہ بڑی بے سروسامانی کے عالم میں حجاز میں آکر بس گئے، انہوں نے رفتہ رفتہ اقتدار حاصل کرنا شروع کیا، مقامی عربوں میں شادی بیاہ اور شام سے مزید نقل مکانی کے باعث ان

کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، یوں یہ اسرائیلی نسل کے یہود عربوں کے اختلاط اور تہذیبی مذہب کی وجہ سے شمالی عرب میں تیزی سے پھیلتے گئے۔ تجارت، سودی کاروبار اور زراعت کے سبب ان کی مانی حالت مستحکم ہوئی اور یثرب سے لیکر حدود شام تک خیبر، فدک، تبوک، مدین، وادی القرئی وغیرہ میں ان کی قلعہ بند بستیاں قائم ہو گئیں۔ جنوب میں یثرب کا شہران کی آخری سرحد تھی یہاں یہود کے تین قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قریظہ آباد تھے، جو اپنی ثروت، تنظیم، تمدن اور کثرت تعداد کے سبب شہر میں بڑی اہمیت کے مالک تھے۔ ان کی بستیاں قلعہ بند تھیں، جنگی چال میں انہیں مہارت حاصل تھی اور سودی کاروبار اقتصاد کی زنجیروں میں انہوں نے یثرب کے عربوں کو جکڑ رکھا تھا۔ مدینہ کے قبائل اوس و خزرج ان کے مقروض تھے اور علمی و تہذیبی برتری کی بنا پر ان سے دبتے تھے یہ مروجہ بیت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ اگر کسی کے ہاں بچے پیدا ہو کر مر جاتے تو وہ یہ منت مانتا تھا کہ اب جو بچہ پیدا ہوگا اسے یہودی بنا دیں گے۔ شہر میں یہود کی قلعہ بند بستیاں تھیں جنہیں اطم کہتے تھے اور یہیں ان کی تعلیم گاہیں بھی تھیں جن کا نام بیت المدراں تھا۔ یہاں یہود کے بچے عبرانی زبان اور تورات کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مگر حجاز کے یہود بشمول یہود یثرب عربی زبان ہی بولتے تھے۔ چنانچہ سوزل بن عادیہ جو عرب جاہلیت میں وفائے عہد کے لیے خاص شہرت رکھتا ہے، عربی زبان کا فصیح اللسان شاعر بھی تھا، اسی طرح یثرب کا یہودی قلو ط النسل ریحس کعب بن اشرف بھی زبان آو راو ر شاعر تھا۔ ان شعرا کے علاوہ یہود میں مذہبی عالم یعنی حبر (جمع احبار) بھی تھے۔ جو اپنے ہم مذہبوں میں بڑا اثر رکھتے تھے اور تاویل احکام میں ذاتی اغراض کے تحت ہیر پھیر بھی کرتے تھے۔

یثرب میں آباؤ تین یہودی قبائل میں سے بنو قریظہ پیشے کے لحاظ سے زرگر اور سودی کاروبار سے وابستہ تھے، اپنے دو ہم مذہب قبائل سے عداوت کی وجہ سے انہیں قبیلہ خزرج کی پناہ میں آنا پڑا تھا اور اندرون شہر کے ایک خاص محلے میں رہتے تھے، یہاں ان کے بازار اور قلعے بند مکانات تھے، دیگر یہود کے مقابلے میں یہ لوگ زیادہ سرکش و شوریلہ ہر تھے۔ یہود کا دوسرا قبیلہ بنو نضیر شہر سے دو تین میل کے فاصلے پر وادی بطحان میں رہتا تھا۔ یہ خطہ کھجوروں کے ٹنٹستانوں اور کھیتوں سے مالا مال تھا اور زراعت و باغبانی کے وسیلے سے یہ لوگ نہایت خوش حال اور دولت مند تھے ان کے مکانات بھی اطم گڑھیوں کی صورت میں تھے اور دفاعی لحاظ سے نہایت مستحکم تھے تیسرا یہودی قبیلہ بنو قریظہ شہر کے جنوب میں واقع مہروز کے علاقے میں بودو باش رکھتا تھا اور پیشے کے لحاظ سے کاشتکار تھا۔ ان کے مکانات بھی قلعہ نما اور بستیاں دیوار بند تھیں۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ اوس کے حلیف تھے۔ (۲)

یہود کے یہ قبائل مادی ثروت اور جنگی سازو سامان کی کثرت کے باعث اور نیز اپنی علمی و تمدنی برتری کے سبب یثرب کے اوس و خزرج پر غالب اور ان پر بھاری تھے لیکن باہمی اختلافات کے وجہ سے ان کی جمعیت منتشر ہو چکی تھی اور وہ اوس و خزرج کے ساتھ عہد و پیمانہ کر کے اپنے وجود کو باقی رکھنے پر مجبور تھے، چنانچہ بنو قریظہ، قبیلہ خزرج کے حلیف تھے اور بنو نضیر و بنو قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ یہود مدینہ کے باہمی اختلاف کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِبُونَ  
أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَزْتُمْ وَأَنْتُمْ تَسْفِكُونَ ۝ ثُمَّ أَنْتُمْ هَوُّ  
لَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِبُونَ جُودَكُمْ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ  
تَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْآيَةِ وَالْعَدْوَانِ ط وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسْرَى  
تُفْلِدُوهُمْ وَهُمْ هُمْ مَحْرُومٌ عَلَيْهِمْ إِخْرَاجُهُمْ ط (۳)

”جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم آپس میں خون نہ بہاؤ گے اور ایسوں کو اپنے وطن سے نہ نکالو گے۔ پھر تم نے اقرار کیا اور تم اس پر گواہ ہو۔ اس کے باوجود تم ہی ایسوں کو قتل کرتے ہو، اور اپنے ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو، ظلم و عدوان سے ان پر چڑھائی کرتے ہو، اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو تم ان کا فدیہ دیتے ہو، حالانکہ ان کو نکال دینا بھی تم پر حرام ہے۔“

یہ یہودی قبائل ہر چند کہ عددی قوت، مادی وسائل اور تمدنی برتری کے سبب یثرب کے عرب قبائل اوس و خزرج سے کسی طرح کم نہ تھے، لیکن حدیبیہ بزدل، دون فطرت اور پست ہمت تھے، ان کی اس حالت کا ذکر قرآن میں یوں کیا گیا ہے:

لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قَوْمٍ مُّخْتَصِنَةٍ ۚ وَرَأَيْتُمْ جُبَدًا ط (۴)  
اے مسلمانو! یہ یہودی تم سے صرف قلعہ بند شہروں یا قصبوں کے پیچھے ہو کر ہی  
جنگ کریں گے۔

بزدلی کی وجہ سے انہوں نے اوس و خزرج کے خلاف جس ہتھیار کو سب سے زیادہ موثر سمجھا، وہ سازش، دسیہ کاری اور رائیوں باہم دگر دست بگریباں کرنا تھا۔ یثرب میں اسلام کے قدم آئے تو یہود نے سب سے زیادہ جس حربے سے کام لیا، وہ یہی سازش و تفرقہ پر دازی کاوار تھا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں یہودی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا بار بار ذکر سنیں گے، یہاں صرف ایسے چند واقعات کی جانب اشارہ کر دینا کافی ہے، مثلاً اوس و خزرج کے فراد کو باہم شیر و شکر دیکھ کر ایک سازش کے ذریعہ ان میں زمانہ جاہلیت کی خانہ جنگی ”یوم بعاث“ کا ذکر کر کے آتشِ قتال بھڑکانے کی کوشش، جس کی رسول اللہ ﷺ کو بروقت اطلاع ہو گئی اور آپ ﷺ نے اس کا سدباب کر دیا، یہودی رئیس کعب بن اشرف کا مکہ جا کر قریش کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا اور صلے میں تعاون کی پیشکش کرنا، بنو نضیر کا دھوکے سے آنحضرت ﷺ اور کبار صحابہ کو قتل کرنے کی سازش کرنا، بنو قریظہ کا درپردہ جنگِ احزاب میں قریش سے ساز باز کر کے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی آخری کوشش کرنا اور خیبر کی ایک یہودی عورت کا گوشت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کی مکر وہ کوشش وغیرہ۔ مختصر یہ کہ یثرب میں یہود کا جو ایک ما سورتھا جو اوس و خزرج کو کھائے جا رہا تھا اور اسلام پر وار کرنے سے بھی وہ نہ چوکتا تھا۔

### اوس و خزرج

یثرب میں یہود کے پڑوس میں عربوں کے دو قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے، اسلام لانے کے بعد ان کا نام ”انصار“ پڑ گیا اور اس کے بعد سے رہتی دنیا تک یہ دونوں قبیلے اسی نام سے موسوم ہوئے۔ انہیں یہ نام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ آؤْا وَنَصُرُوا وَلَدَٰنِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ط لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

وُورُوقِي مَكُوْنِم ۝ (۵)

اور جن لوگوں نے اسلام کو پناہ دی اور مدد کی، وہی سچے مومن ہیں، ان کے لئے

مغفرت اور اچھی روزی ہے۔

اوس و خزرج کے نسب سے متعلق نصابین قدیم کی یہ رائے ہے کہ پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں یمن کے مشہور آبی بند بندہ ماآرب کے ٹوٹ جانے اور عظیم زریعی نظام کے برباد ہو جانے کے باعث وہاں آبا و بنوکھلان کے قبائل نے وہاں سے نقل مکانی کی۔ بنوکھلان کا تعلق سبا کے قبیلے سے تھا جو یعنی قبیلے عرب عارب بنو قحطان کی ایک شاخ ہے۔ کھلانی نقل مکانی کرنے والوں میں عمرو بن عامر نامی سردار بھی تھا۔ اس نے شمال کی جانب ہجرت کی۔ چنانچہ اس کے ایک بیٹے ہخند نے شام و عرب (مشارف) کے سرحدی علاقے میں سکونت اختیار کی، وہاں ایک منظم حکومت قائم کی یہ لوگ نہرِ حسان کے

قریب قیام کرنے کے باعث غسانی کہلائے اس عمرو بن عامر کے دوسرے بیٹے حارث نے حجاز کے پہاڑوں اور بحر احمر کے ساحل کے درمیان اس میدانی علاقے میں سکونت اختیار کی، جو تہامہ کہلاتا ہے۔ اس کی اولاد خزاعہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسلام کی ابتدائی کئی اور اجداد ان مدنی دور کی تاریخ میں خزاعہ کا ذکر بار بار آتا ہے، خصوصاً فتح مکہ کے سلسلے میں، اسی طرح قریش کے ذکر میں بھی اس قبیلے کا کسی قدر بیان آتا ہے، اسی کہلائی، سبائی و قحطانی سردار عمرو بن عامر کے تیسرے بیٹے نے جس کا نام ثعلبہ تھا، اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ جن کے نام اوس و خزرج تھے حجاز کے شہر یثرب میں طرح ۱۲ امت ڈالی۔ یہاں پہلے سے یہود کے قبائل آباد تھے اور شہر اور اس کے گرد و نواح کی سرسبز زمینوں پر قابض تھے۔ ثعلبہ کے دونوں بیٹوں اوس و خزرج کو یہاں کی بچر اور بے آب و گیاہ زمینوں پر قناعت کرنی پڑی اور انہوں نے سچی تڑپ سے زندگی بسر کرنی شروع کی اور اپنے خوش حال یہودی پڑوسوں سے یک گونہ دوستانہ تعلقات استوار کر لئے۔

### اوس و خزرج کا نسب

یثرب کے اوس و خزرج کے نسب سے متعلق قدیم ماہرین انساب کا یہی خیال ہے کہ وہ جنوب کے قحطانی عرب ہیں، اور قحطان کی مشہور شاخ سبا سے اور اس کی ذیلی شاخ کہلان سے انہیں نسبت ہے، لیکن محدثین میں امام بخاری کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ اسماعیلی عرب ہیں اور نابت بن اسماعیل کے خاندان سے ان کا تعلق ہے۔ مستشرقین یورپ کا بھی یہی خیال ہے اور اپنے اس دعوے پر انہوں نے متعدد دلائل قائم کئے ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے اپنی کتاب ”ارض القرآن“ میں اوس و خزرج اور ان کے ہم رشتہ آل ہنضہ (غسان) کو اسماعیلی عرب شمار کیا ہے اور اس کے دلائل دیئے ہیں مولانا مرحوم کے دلائل کا ماحصل یہ ہے۔

۱۔ ابو طاہر مقدسی نے جو ایک قدیم مورخ ہے، اپنی کتاب البدع و التاریخ میں لکھا ہے کہ ایک خالص جاہلی شاعر منذر بن حرام خزرجی نے جو حضرت حسان بن ثابت کا دادا تھا۔ اپنے اشعار میں یہ بیان کیا ہے کہ اس کا اور اس کے ہم جد غسان کا مورث اعلیٰ نابت بن مالک ہے اور اس کا نسب نابت بن اسماعیل بن ابراہیم علیہا السلام تک پہنچتا ہے۔ منذر بن حرام کے یہ اشعار غسانی امرا کے دربار میں پڑھے گئے تھے اسی لئے یہ بیان موثق ترین ہے۔

۲۔ حمیری (قحطانی) بادشاہوں اور نبطی (اسماعیلی) و غسانی حکمرانوں کے ناموں کی طویل

فہرست سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غسانوں اور اوس و خزرج کے اسماء بالکل یکساں ہیں، جبکہ حمیری و قطانی اسماء ان سے بالکل جدا اور الگ ہیں۔ ناموں کی یہ یکسانی اس بات کا ثبوت ہے کہ غسانی اور اوس و خزرج اسماعیلی عرب تھے، قطانی، حمیری و سہائی عرب نہ تھے۔

۳۔ آل غسان اور اوس و خزرج کی زبان شمالی عربی اور رسم الخط بھی شمال عربی یعنی خط نبطی ہے، اگر یہ، لوگ قطانی اور یمنی ہوتے تو ان کی زبان حمیری اور رسم الخط مسند ہوتا۔

۴۔ غسان و اوس و خزرج حجاز و تہامہ میں آباد تھے جو خالص اسماعیلی عربوں کا علاقہ تھا۔ خود قدیم یونانی مورخین نے بھی ان علاقوں میں اسماعیلی و ناطق عربوں کی بستیوں کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انصار (اوس و خزرج) کے مجمع کو خطاب کر کے حضرت ہاجرہ کا قصہ سنایا اور آخر میں کہا: ”ملک اکمل یا نبی ماء السماء۔“ یعنی اے پاک نسب! یہ تمہیں تمہاری ماں، امام بخاری نے اس ضمن میں انصار کے اسماعیلی ہونے پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔

۶۔ اوس و خزرج کے اسماعیلی ہونے پر ایک دلیل یہ ہے کہ قریش سے ان کے رشتے ناطق تھے اور یہ قرابت داری قدیم سے قائم تھی، اور وہ ہر سال پابندی کے ساتھ حج کو آتے تھے۔

۷۔ اوس و خزرج جن جنوں کی پوجا کرتے تھے وہ وہی تھے جو قریش اور دوسرے اسماعیلی عربوں کے معبود تھے۔

بہر کیف دلائل و شواہد سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ غسان اور اوس و خزرج اسماعیلی عرب تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بڑے بیٹے نابت یا نایوط کی نسل سے تھے، یہی نابت اپنے والد محترم کا چاشمین اور بیت اللہ کا متولی ہوا تھا (۶)

## اوس اور خزرج کی شاخیں

وقت گزرنے کے ساتھ اوس اور خزرج کی نسلوں میں تیزی سے اضافہ ہوا اور ظہور اسلام کے وقت ان کی متعدد شاخیں وجود میں آچکی تھیں۔ ہم ذیل میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

### ﴿ الف ﴾

اوس کا صرف ایک بیٹا تھا جس کا نام مالک تھا، اس کی اولاد متعدد شاخوں میں تقسیم ہو گئی، جن

کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ عمرو بن مالک: اس کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام خزرج (بن عمرو مالک بن اوس) تھا۔ اس سے تین خاندان پیدا ہوئے جو انیس، عبدالاشہل اور بنو ظفر کہلاتے ہیں۔
- ۲۔ عوف بن مالک: اس کی نسل سے بنو عمرو بن عوف (اہل قبا) بنو جحجیح بنی اور بنو مؤزہ بن مالک ہیں۔
- ۳۔ سالم بن مالک: خاندان بنو اقف کا مورث اعلیٰ یہی ہے۔
- ۴۔ سلم بن مالک: حضرت سعد بن شہمہ رضی اللہ عنہ کا خاندان یہی ہے۔
- ۵۔ عبداللہ بن مالک: بنو ظمہ کا اسی سے نسلی تعلق ہے۔

### ﴿ ب ﴾

خزرج کے پانچ بیٹے تھے، ان سے قبائل خزرج کی متعدد شاخوں (بطون) کا تعلق ہے۔ یہ پانچ نام ہیں۔

- ۱۔ جشم بن خزرج: اس کی اولاد میں بنو تہ، بنو سلمہ اور بنو یاسمہ ہیں۔
- ۲۔ عوف بن خزرج: بنو لہبی (خاندان عبداللہ بن ابی بن ابی سلول) بنو قائل اور بنو سالم اس کی شاخیں ہیں
- ۳۔ حارث بن خزرج:
- ۴۔ عمرو بن خزرج: بنو نجار کا تعلق اسی عمرو کی اولاد سے ہے۔
- ۵۔ کعب بن خزرج: بنو ساعدہ اسی کی نسل سے ہیں۔

قبائل اوس یثرب کے جنوب و مشرق میں آباد ہوئے جو عوامی کہلاتا ہے۔ یہ شہر کا زرخیز زرعی علاقہ تھا۔ ان کے حلیف اور پڑوسی یہود کے قبائل بنو نضیر اور بنو قریظہ تھے۔ اوس کی تعداد خزرج کے مقابلے میں کم تھی۔ خزرج کے قبائل جو کثرت تعداد میں نمایاں تھے۔ یثرب کے وسطی اور شمالی علاقے میں آباد ہوئے۔ یہود کا قبیلہ بنو قریظہ ان کا پڑوسی تھا۔ (۷)

### اوس و خزرج کی خانہ جنگیاں

اوس و خزرج اگرچہ ایک ہی باپ کی اولاد تھے، مگر عربوں کی فطرت جنگ پسند اور یہودی سازشوں کی وجہ سے ان میں لڑائیوں کے سلسلے شروع ہو گئے، جن میں دونوں قبیلوں کے اکثر اہل ادعا کام آئے اور ایسی عداوت دلوں میں بیٹھ گئی جسے مٹانا تقریباً ناممکن تھا، اور ساتھ ہی عربوں کی کینہ توزی

کا غیر مختتم سلسلہ ”تار“ یعنی بدلہ لینے کی روش چل پڑی۔ ان لڑائیوں میں پہلی جنگ سیرتھی اور آخری بھات، جو ہجرت سے صرف پانچ سال پہلے لڑی گئی تھی۔ ان قبائلی جنگوں میں یہودی بھی اپنے حلیفوں کے ساتھ مل کر لڑتے تھے اور سگ دلی و خون آشامی میں اپنے عرب حلیفوں سے بھی دو ہاتھ آگے جا کر اپنے ہم مذہب یہود کو نہایت بے دردی سے موت کے گھاٹ اتارتے تھے بہر کیف یثرب میں اسلام کی آمد سے اوس و خزرج کو اس دردناک خانہ جنگی سے نجات ملی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا (۸)

اور تم لوگ آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے، اللہ نے اس سے تمہیں بچالیا۔  
مگر اس خانہ جنگی کے باوجود ہجرت کے وقت یثرب میں اصلی قوت و غلبہ اوس و خزرج ہی کو حاصل تھا، یہود ان سے کم تر تھے۔

### اوس و خزرج کی معاشرتی حالت

اوس و خزرج کے قریش مکہ سے شادی بیاہ کے تعلقات تھے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم نے بنو نجار کی ایک خاتون سلمیٰ سے نکاح کیا تھا جن کے گھرانے سے آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب پیدا ہوئے تھے، اور بچپن انھوں نے اپنی ماہیال ہی میں گزارا تھا۔ اس کے علاوہ اوس و خزرج کے سرکردہ افراد کے بچے کے سرداروں سے معاشرتی و معاشی روابط بھی تھے۔ اس لئے یثرب کے عرب معاشرے پر قریش مکہ کے اثرات کسی حد تک نمایاں ضرور تھے۔ پھر خانہ کعبہ جس کے قریش متولی تھے، اوس و خزرج کا بھی قبلاً تھا اور وہ پابندی سے حج کی غرض سے مکہ آتے تھے۔ قریش کی طرح یہ لوگ بھی بت پرست تھے اور ان کے بت بھی وہی تھے جو قریش کے معبود تھے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل یثرب کی بت پرستی اس قدر متنوع نہ تھی جس قدر قریش مکہ کی تھی۔ ان لوگوں کا محبوب ترین بت منات تھا جو جبل قدید کے مقام پر نصب تھا، اس بت کی ہتھی نقلیں اوس و خزرج کے بعض گھروں میں بھی رکھی جاتی تھیں، یہاں دوسرے بتوں کا غالباً عمل و عمل نہ تھا۔

اہل یثرب بنیادی طور سے باغبان اور کسان تھے۔ کھجوروں اور انگوروں کے دیوار بندباغات جنہیں حائل کہتے تھے بکثرت تھے۔ یہاں تجارتی سرگرمیاں بھی تھیں مگر مکہ کے مقابلے میں کم، اسی طرح یہاں بعض صنعتیں بھی تھیں، لیکن ان پر یہود کا قبضہ تھا۔ تمدنی اعتبار سے یثرب کو مکہ پر برتری حاصل نہ تھی،



تاہم شہر کے بازاروں میں ریشمی کپڑے، سوئی پارچہ جات اور زیورات کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی شام سے پہلی بھاری غلہ اور سامان خورد و نوش بھی یہاں کے بازاروں میں لاتے تھے۔ اور یہاں کی آبادی کی بڑی غذا کی ضرورت انھیں بیرونی تاجروں کے بیوپار سے پوری ہوتی تھی، یہ پہلی تجارت مدینہ سے کھجور و سادر لے جاتے تھے، جو اپنی لذت، لطافت اور طاقت کے لئے دو روڑ مشہور تھیں۔ (۹)

### اوس و خزرج کی اسلام کی جانب سبقت کی وجہ

یثرب کے لوگ یہودی صحبت کے سبب نبوت، شریعت، کتاب و وحی سے کسی حد تک واقف تھے، دیگر عرب قبائل کی طرح ان باتوں سے ان کے کان نا آشنا نہ تھے، اس کے علاوہ یہودی زبان انہیں اس بات کا علم تھا کہ جلد ہی ایک نبی آنے والا ہے، اور وہ خاندان بنی نضیر کی وجہ سے اس حد تک تھک چکے تھے کہ کسی متفقہ قائد کی قیادت میں پر امن زندگی گزارنے کے لئے بے تاب تھے۔ چنانچہ محمد اللہ بن ابی خزرج کو وہ اپنا بادشاہ بنانے پر تیار ہو گئے تھے۔ ان حالات میں جب انہیں اسلام کا پیغام ملا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک مرکزِ اطاعت، تو انہوں نے اس پر فوراً لبیک کہا۔ (۱۰)

### اہل یثرب کے اسلام کا آغاز

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ حج کے موقع پر مکہ آتے والے قبائل کے پڑاؤ پر جاتے اور ان میں اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ انہی میں بھی آپ ﷺ قبائل کے پاس تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کو (منیٰ کی نزدیکی پہاڑی گھاٹی) عقبہ کے قریب چند اشخاص نظر آئے، آپ ﷺ نے ان کا نام و نسب دریافت فرمایا، معلوم ہوا کہ یہ لوگ یثرب (مدینہ) کے رہنے والے اور عربوں کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن کی آیتیں سنائیں۔ یہ حضرات اس سے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ان سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی مدنی جماعت کے افراد کی تعداد چھ تھی۔ ان حضرات کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ ابوامامہ اسعد بن زرارہ نجاری خزرجی
- ۲۔ عوف بن حارث نجاری خزرجی معروف بابن العفراء۔
- ۳۔ قطیبہ بن عامر بن حدیدہ از بنو سلمہ خزرج۔
- ۴۔ رافع بن مالک بن عجلان از بنو ذریقہ خزرج۔

۵۔ ابو الہیثم بن تیمان (ادوی) ابن ہشام کے ہاں ان کے بجائے عقبہ بن عامر بن مافی (ازبنی حرام بن کعب، خزرجی کا نام ہے۔

۶۔ جابر بن عبد اللہ بن ربیع از بنو سلمہ خزرجی۔ بعض روایتوں میں ان کے بجائے عبادہ بن صامت (ازبنی عوف بن خزرج) کا نام ہے۔

مدینہ کے ان ابتدائی مسلمانوں کی تعداد چھ ہے مگر دو ناموں میں اختلاف کی وجہ سے یہ تعداد آٹھ ہو جاتی ہے، اس لئے بعض روایتوں میں ان ابتدائی مسلمانوں کی تعداد آٹھ بتائی گئی ہے۔ یہ لوگ جب اپنے گھروں کو واپس گئے تو ان کی بدولت یثرب کا کوئی گھرایا نہ تھا جہاں اسلام کا پیغام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ پہنچا ہو۔ (۱۱)

### ایک ضروری وضاحت

مدینہ کے ان سب سے پہلے اسلام لانے والوں کے قبول اسلام کے واقعے کو بعض سیرت نگاروں نے بیعت عقبہ اولیٰ کے عنوان سے بیان کیا ہے، مگر اس سے اس وقت سخت اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے جب بعض دوسرے سیرت نگار عقبہ کی پہلی بیعت میں بارہ اشخاص کا نام لکھتے ہیں۔ اس لئے رفع اشتباہ کی غرض سے مناسب یہ ہے کہ ابتدائی مسلمانوں کے قبول اسلام کے واقعے کو ”مدینہ میں اسلام کا آغاز“ کہا جائے اور دوسرے سال ۱۲ نبوی میں ۱۱۲ افراد کے قبول اسلام کو بیعت عقبہ اولیٰ کا عنوان دیا جائے اور تیسرے سال ۱۳ نبوی میں ۴۷۲ آدمیوں کے اسلام لانے کے واقعے کو ”بیعت عقبہ ثانیہ“ کا نام دیا جائے۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ۱۱ نبوی کے واقعے کو ”بیعت عقبہ اولیٰ“، ۱۲ نبوی کے واقعے کو ”بیعت عقبہ ثانیہ“ اور ۱۳ نبوی کے واقعے کو ”بیعت عقبہ ثانیہ“ کی سرغٹی دی جائے۔ لیکن اس سے بھی اشتباہ پیدا ہونے کا امکان ہے، اس لئے صحیح عنوان وہی ہونا چاہئے جو میں نے پہلے بیان کیا ہے (۱۲)

### بیعت عقبہ اولیٰ

اگلے سال یعنی ۱۲ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ سے بارہ اشخاص عقبہ کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ ان میں پچھلے سال کے پانچ اشخاص اور سات نئے حضرات شامل تھے۔ نئے

آنے والوں میں خزر ج کے پانچ اور اوس کے دو افر دتھے۔ یوں عقبہ کی دوسری بیعت میں خزر ج کے دس اور اوس کے دو آدمی تھے، ان کے نام یہ ہیں:

الف۔ خزر ج کے بنو نجار سے (۱) معاذ بن حارث بن رفاع و اوران کے بھائی (۲) عوف بن حارث بن رفاع (یہ انبوی میں بھی آئے تھے)۔ اور (۳) ابوامامہ اسعد بن زرارہ (یہ بھی انبوی میں آچکے تھے)۔  
ب۔ خزر ج کے بنو زریق سے (۴) زکوان بن عبد قیس اور (۵) رافع بن مالک (یہ بھی دوسری بار آئے تھے)۔  
ج۔ خزر ج کے بنو عوف سے (۶) یزید بن ثعلبہ اور (۷) عبادہ بن صامت (یہ بھی ایک روایت کی رو سے دوسری دفعہ آئے تھے)۔

د۔ خزر ج کے بنو سالم بن عوف سے (۸) عباس بن عبادہ بن نصلہ

و۔ خزر ج کے بنو سلمہ سے (۹) قطیبہ بن عامر بن حدیدہ (دوسری بار آئے تھے)۔

د۔ خزر ج کے بنو حرام بن کعب سے (۱۰) عقبہ بن عاد بن نابی (یہ انبوی میں بھی آئے تھے)۔

ز۔ اوس کے بنو عبد الاشہل سے (۱۱) ابو الہشتم بن تیہان (ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انبوی میں بھی موجود تھے۔ مولا ناشی نے بھی پہلی بار انبویوں میں ان کا نام لکھا ہے)۔

ح۔ اوس کے بنو عمرو بن عوف سے (۱۲) غنیم بن ساعدہ (۱۳)

### بیعت عقبہ اولیٰ کے الفاظ

بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بارہ حضرات سے جو بیعت لی، اسے ’بیعت نساء‘ کہتے ہیں کیونکہ یہ بیعت جہاد اور قتال کی شرط پر نہیں لی گئی تھی۔ اس بیعت کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے۔

”ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، چوری نہ کریں گے، زنا سے پرہیز کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے، کسی پر بہتان تراشی نہ کریں گے، کسی معروف میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی نہ کریں گے، آپ ﷺ کا حکم سنیں گے اور مانیں گے خواہ ہم خوش حال ہوں یا تنگ دست اور خواہ وہ حکم ہمیں گوارا ہو یا ناگوار، اور خواہ ہم پر کسی کو تہیج دی جائے، ہم کسی حکم کے بارے میں حاکم سے جھگڑا نہ کریں گے، ہم جہاں اور جس حال میں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔“

اس بیعت کی تکمیل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا: ”اگر تم نے اس عہد کو پورا کیا تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر کسی نے ممنوع کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کیا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، چاہے عذاب دے چاہے معاف کر دے۔“ (۱۴)

### معصوب بن عمیرؓ کی بیعت و روائی

جب یہ لوگ مدینہ واپس جانے لگے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر حضرت معصوب بن عمیر رضی اللہ عنہما کو اسلام کی تبلیغ اور قرآن کی تعلیم کی غرض سے ان کے ساتھ کر دیا۔ وہ مدینہ جا کر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے، ان کی تبلیغ اور مدینے کے مسلمانوں کی سعی سے شہر میں نہایت تیزی سے اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ اوس کے قبیلہ بنو عبدالمطلب کے سرداروں اور عام لوگوں نے حضرت معصوب بن عمیرؓ ہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ مدینے میں براہ تبلیغ کرتے رہے، اور تین چار گھرانوں کے سوا ہر محلے میں لوگ بکثرت مسلمان ہو گئے۔ (۱۵)

### بیعت عقبہ ثانیہ یا آخرہ

ذوالحجہ ۱۳ نبوی تک مدینہ میں اسلام پھیل چکا تھا۔ چنانچہ اس سال حج کے موقع پر اوس و خزرج کے ستر مرد اور دو عورتیں مکہ آئیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کے مقام پر ملاقات کی۔ یہ اس سلسلے کی آخری ملاقات اور بیعت ہے، اسے بیعت عقبہ ثانیہ یا آخری بیعت عقبہ کہا جاتا ہے۔ اس سال حج کے لئے مدینہ سے اوس و خزرج کے کوئی پانچ سو شخص قافلہ کی صورت میں مکہ آئے، انہیں میں وہ لوگ بھی تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے، مگر ان کے کافر ہم قبیلہ ان کے اسلام سے بے خبر تھے۔ مکہ آنے کے بعد ان کے نمائندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ کی قیام گاہ پر طوار یہ طے ہوا کہ یوم النفر الآخر (وہ آخری دن جب حاجی منیٰ سے روانہ ہو جاتے ہیں) میں رات کے وقت عقبہ کے نشیبی حصے میں ان لوگوں سے جناب رسول اللہ ﷺ کی ملاقات ہوگی۔ چنانچہ اوس و خزرج کے یہ مسلمان رات کے وقت چھپتے چھپاتے دو دو چار چار کی کھڑکیوں میں عقبہ پہنچے۔ وہاں آپ ﷺ اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان حضرات کا انتظار کر رہے تھے، سب سے پہلے حضرت عباسؓ نے (جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے، لیکن خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے آپ کے ساتھ تھے) گنگو کا آغاز کیا، انہوں نے اوس و خزرج کے مسلمانوں سے کہا ”تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے ہاں آنے

کی دعوت دی ہے، حالانکہ وہ اپنے خاندان کے درمیان بڑی مضبوط حیثیت رکھتے ہیں، ہم میں سے جنہوں نے ان کا دین قبول کیا ہے اور جنہوں نے نہیں کیا ہے، سب حسب و شرف کی بنا پر ان کی حفاظت کر رہے ہیں، مگر محمد ﷺ سب کو چھوڑ کر تمہارے ہاں جانا چاہتے ہیں، اب سوچ لو کہ تم اتنی طاقت اور جنگی مہارت رکھتے ہو یا نہیں کہ سارے عرب کی دشمنی کے مقابلے میں ڈٹ سکو، کیونکہ وہ ایک کر کے تم پر ٹوٹ پڑیں گے، سو سوچ سمجھ کر رائے قائم کرو، آپس میں مشورہ کر لو اور اتفاق سے کوئی فیصلہ کرو۔“ اس کے بعد حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ بولے: ”ہم نے آپ کی بات سن لی ہے، اللہ کی قسم! اگر ہمارے دلوں میں کچھ اور ہوتا تو ہم صاف صاف کہہ دیتے، لیکن ہم تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ سچی و وفاداری کرنا اور آپ ﷺ کے لئے جان کی بازی لگانا چاہتے ہیں۔“ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو الہیثم بن تیہان نے اہل یثرب کی جانب سے سب سے پہلے بات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت کی، لوگوں کو اللہ کی طرف بلا یا، اسلام سے رغبت دلائی، اس دوران حضرت ابو الہیثم بن تیہان نے عرض کیا ”اے اللہ کے رسول ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان حلیفانہ تعلقات ہیں جن کو اب ہم کاٹ دینے والے ہیں، اس کے بعد کہیں ایسا تو نہ ہوگا کہ جب اللہ آپ کو غلبہ عطا کر دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم (قریش) میں واپس چلے جائیں!“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ”نہیں بلکہ اب خون کے ساتھ خون اور قبر کے ساتھ قبر ہے۔ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو، جس سے تمہاری لڑائی اس سے میری لڑائی اور جس سے تمہاری صلح، اس سے میری صلح“ اس کے بعد آپ ﷺ نے حاضرین سے بیعت لی، سب سے پہلے حضرت براء بن معرور نے بیعت کی، بعض روایتوں میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو الہیثم بن تیہان نے آپ ﷺ کی بیعت کی، روایتوں میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے کا نام حضرت اسعد بن زرارہ بھی مذکور ہے۔ اس دوران میں حاضرین میں جوش و خروش کی وجہ سے آواز بلند ہو گئی جس پر عباس بن عبدالمطلب نے انہیں چپ کرایا اور بتایا کہ کفار قریش کے جاسوس پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے بیعت کر کے اپنے پڑاؤ پر خاموشی سے چلے جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ اپنے پڑاؤ پر چلے گئے اور یوں عقبہ کی یہ آخری بیعت بحسن و خوبی سرانجام پائی۔ (۱۶)

بیعت عقبہ ثانیہ کے شرکاء کے نام

اس آخری بیعت میں شرکاء کی تعداد ستر مرد اور دو خواتین بیان کی گئی ہے، لیکن ابن سعد کے بقول یہ تعداد اس سے دو تین زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ بلا ذری کے خیال میں یہ تعداد ستر مردوں اور دو عورتوں سے زیادہ نہ تھی مگر بعد میں شرف و فخر کی غرض سے لوگوں نے اپنے خاندانوں کے ناموں کا اضافہ کرنا شروع کر دیا جس سے شرکاء کی تعداد اور ناموں میں کسی قدر فرق پیدا ہو گیا۔ بہر کیف ان ستر اشخاص میں قبیلہ اوس کے بارہ افراد تھے اور یہ اس لئے تھا کہ ان کی تعداد خزرج سے بہت کم تھی۔ قبیلہ خزرج کے شرکاء کی تعداد اٹھاون تھی اور دو خواتین حضرت ام مثنیٰ بنت عمرو بن عدی اور حضرت ام عمارہؓ بنت کعب بھی خزرج ہی سے تعلق رکھتی تھیں۔ قبیلہ خزرج کے ان شرکاء کی ذیلی قبائل و بطون کے لحاظ سے تقسیم حسب روایت بلا ذری درج ذیل ہے:

- ۱۔ بنو نجار ۹ حضرات، ان میں ایک نقیب بھی تھے۔
  - ۲۔ بنو حارث ۷ حضرات، ان میں دو نقیب بھی تھے۔
  - ۳۔ بنو زریق ۷ حضرات بشمول ایک نقیب
  - ۴۔ بنو سلمہ ۲۸ حضرات مع دو نقیب اور ایک خاتون حضرت ام مثنیٰ بنت عمرو بن عدی (کل ۲۸ مرد، ایک عورت)
  - ۵۔ بنو سعدہ ۲ حضرات (یہ دونوں یعنی حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت منذر بن عمرو نقیب بھی تھے) اور ایک خاتون حضرت ام عمارہؓ بنت کعب۔
  - ۶۔ بنو عوف: ۵ حضرات (بشمول ایک نقیب)
- قبیلہ اوس کے بارہ شرکائے بیعت عقبہ ثانیہ کی ذیلی قبائل و بطون کے لحاظ سے تقسیم مندرجہ ذیل ہے۔ اس میں بلا ذری کے علاوہ ابن سعد اور ابن کثیر کی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔ ان میں تین نقیب بھی شامل ہیں:

- ۱۔ بنو عبد الاشہل: تین اشخاص ان میں ایک نقیب حضرت انسید بن بھیر بھی شامل ہیں۔
- ۲۔ بنو ظفر: ایک صاحب۔
- ۳۔ بنو سلم بن امرء القیس۔ ایک صاحب نام حضرت سعد بن عقیلم۔ جو نقیب بھی تھے۔
- ۴۔ بنو حارث بن حارث: ایک صاحب۔
- ۵۔ بنو نضیر عمرو بن مالک: ایک صاحب۔

- ۶۔ بنو خزرج بن عمرو بن مالک: ایک صاحب
- ۷۔ بنو عوف بن عمرو بن عوف: ایک صاحب حضرت رفاعہ بن عبدالمندہ وہ نقیب بھی تھے۔
- ۸۔ بنو ثعلبہ بن عمرو بن عوف: ایک صاحب۔
- ۹۔ بنو زید بن مالک بن عمرو بن عوف: ایک صاحب۔
- ۱۰۔ بنو مالک بن عمرو بن عوف: ایک صاحب (۱۷)

### بارہ نقبیا کا تقرر:

اس بیعت کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکا سے کہا کہ اپنے میں سے مجھ کو بارہ نقیب نامزد کر کے دو جو اپنے اپنے قبیلے کے ذمہ دار ہوں گے، لوگوں نے بارہ آدمیوں کے نام تجویز کئے۔ جن میں بنو خزرج سے اور تین اوس سے تھے۔

ان نقبیا (نقیبوں) کی فہرست بلا ذری اور ابن ہشام کے بیان کے مطابق مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) قبیلہ اوس:

- ۱۔ اُمَیْدُ بْنُ حُطَيْبٍ
- ۲۔ سَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ
- ۳۔ ابوالہیثم بن النہیمان (بعض روایتوں میں ان کے بجائے رفاعہ بن عبدالمندہ کا نام ہے)

(ب) قبیلہ خزرج:

- ۴۔ اسعد بن زرارہ (یہ نقیب انقباء تھے)
- ۵۔ سعد بن ریح
- ۶۔ عبداللہ بن رواحہ (شاعر نبی ﷺ)
- ۷۔ رافع بن مالک
- ۸۔ براء بن مضرور
- ۹۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام
- ۱۰۔ عبادہ بن صامت (بعض روایتوں میں ان کے بجائے خابجہ بن زید کا نام ہے)

۱۱۔ سعد بن عبادہ

۱۲۔ منذر بن عمرو (۱۸)

## قریش مکہ کا رد عمل

اگرچہ بیعت عقبہ ثانیہ کو خفیہ رکھنے کا سخت اہتمام کیا گیا تھا، لیکن قریش مکہ کو اسی رات اس کی بھنگ پڑ گئی تھی، چنانچہ صبح کے وقت ان کے بعض سردار اہل یثرب کے پڑاؤ پر گئے اور انہوں نے اس بیعت کے بارے میں ان سے دریافت کیا۔ اہل یثرب میں جو مشرک تھے، انہیں واقعے کی کوئی خبر نہ تھی اس لئے انہوں نے اس کی تردید کی مگر اس کے باوجود سرداران قریش برابر ٹوہ میں لگے رہے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اہل مدینہ نے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ان کے خلاف کوئی معاہدہ ضرور کیا ہے۔ چنانچہ حج سے مدینہ والوں کی واپسی کے وقت انہوں نے بیعت کرنے والوں کا تعاقب کیا اور ان میں سے حضرت سعد بن عبادہ کو پکڑ لیا جبکہ ان کے ساتھی حضرت منذر بن عمرو بیچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ قریش کے لوگ حضرت سعد بن عبادہ کو باندھ کر مارتے ہوئے مکہ لائے، یہاں بنو نوفل کے رئیس مطعم بن عدی نے، جن سے حضرت سعد کا زمانہ جاہلیت سے معاہدہ تھا، انہیں رہائی دلائی اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو کر یثرب چلے گئے۔ (۱۹)

## بیعت عقبہ ثانیہ کے اثرات و اہمیت

ذوالحجہ ۱۳ نبوی میں عقبہ کی دوسری بیعت کے ساتھ اسلام کو ایک مرکز اور حامیوں کا ایک ایسا مخلص گروہ مل گیا جس سے اس کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا۔ اب تمام مسلمانوں کو اسلام کے نئے دارالہجرت میں منتقل ہو کر ایک نئی زندگی شروع کرنا تھی۔ اسلام کی مظلومیت اور کفار کی ستم رانیوں کے تیرہ سال ختم ہونے اور امن و سکون کے دور کا آغاز ہونا تھا۔ ظلم کی سیاہ رات ختم ہونے والی تھی اور عدل و امن کا آفتاب روشن طلوع ہونے والا تھا۔ ایک ایسا نظام برپا ہونے والا تھا، جو استحصال، ظلم و جبر سے پاک اور اخلاقی بے راہ رویوں سے منزہ ہو۔ مظلوموں کی آقاہی اور مجبوروں کی سہجائی کا نیا نظام نافذ ہو کر صداقت، شرافت اور انسانیت کا بول بالا ہوا اور رہتی دنیا تک آدمی فکری آوارگی، عملی پراگندگی اور اخلاقی مانگی سے آزاد ہو جائے، اس کی فکر سے فلاح عام کے سوتے پھولیں، اس کے عمل سے نیکی کے پھول کھلیں اور اس کے اخلاق سے ثواب کی خوشبو پھیلے۔



چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحجہ ۱۳ نبوی کے بعد ہی مسلمانوں کو یثرب کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی کہ اللہ نے اس نئے شہر کو ان کا دارالہجرت اور مرکز قوت قرار دیا ہے۔ اس اذن عام کے بعد اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے جان ہاروں اور اس کی صیانت و حفاظت کی غرض سے جان نثاروں نے گھریاں، عزیز و قریب، کاروبار اور وسائل معاش کو نہایت بے پروائی سے چھوڑا اور ایک نئے سفر پر روانہ ہو گئے۔

## حوالہ جات

- ۱۔ پنجاب یونیورسٹی، اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۳ء جلد ۲، صفحہ ۲۲۸،
- ☆ سید سلیمان ندوی، ارض القرآن، دارالمصنفین اعظم گڑھ، ۱۹۲۳ء، جلد اول، صفحہ ۹۸، ۹۹،
- ☆ قلب خوری حقی، ہسٹری آف دی عربس (انگریزی) نیویارک، ۱۹۵۸ء، صفحہ ۱۰۴،
- ☆ ابو الحسن علی ندوی، نبی رحمت، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۸۳ء، حصہ اول، ص ۱۸۱۔
- ۲۔ نبی رحمت، ۱۴۳: ۱۸۰ء،
- ☆ سبکی، الروض الانف، المکتبۃ الفاروقیہ، ملتان ۱۳۹۷ء، جلد دوم صفحہ ۲۳،
- ☆ محمود شکر آلوئی، بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، مطابع دارالکتب قاہرہ، ۱۳۳۳ء جلد دوم ص ۲۳۱،
- ☆ ابن حزم ظاہری، الفصل فی السبل والاہواء والخل، مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۱۷ء جلد اول صفحہ ۹۹۔
- ۳۔ عبدالملک ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، المکتبۃ الفاروقیہ ملتان ۳۹۷ھ جلد دوم، ص ۱۲۱،
- ☆ ابن اثیر الجزری، الکامل فی التاریخ، مطبوعہ دار الکتب العربی، بیروت ۱۳۸۷ء، ج ۲، ص ۹۷۔
- ۱۱۔ ۱۲۷ء، ☆ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ مطبوعہ دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۳۷۱ء، جلد اول، ص ۳۰۳۔ ۳۰۲،
- ☆ نبی رحمت، ۱۴۲: ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵،
- ☆ سیرۃ النبی، ۱: ۳۰۸۔
- ۵۔ سبکی، ۱: ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲،
- ۶۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، مطبوعہ اصح المطابع، کراچی ۱۳۸۱ھ جلد اول، ص ۳۹۷،
- ☆ بخاری، البدیع و التاریخ، جلد چہارم، ص ۱۲۲۔ ۱۲۳ (لابی ظاہر المقدسی و المنسوب لابی زید آقشی، لائسنس)
- ☆ ارض القرآن، ۲: ۸۸، ۸۹، ۹۰۔
- ۷۔ ابو محمد ابن قتیبہ دینوری، المعارف، اصح المطابع کراچی ۱۹۷۷ء، ص ۳۹، ۵۰،
- ☆ ارض القرآن، ۲: ۹۷، ۹۸،
- ۸۔ ابن اثیر، ۲: ۳۰۲، ۳۰۳۔
- ۹۔ ابو النعمان اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ و النہایہ، مطبوعہ المکتبۃ القدسیہ، لاہور، ۱۹۸۲ء،

